١٣٠٧هـ

حقة المرجان

لمهم حكم الدخان

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	۱۵۹	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	۲۵

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ

www.alahazratnetwork.org

حُقّۃ المرجان لمھم حکم الدّخان

۱۳۰۷ھ

(مرجان کی صندوقچی حقہ کے ضروری حکم کے بیان میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مسئلہ ۱۹ از بنگالہ طالب حق

چہ می فرمایند (کیا فرماتے ہیں) علمائے دین، حقہ پینا یا تمباکو کھانا کیسا ہے حرام یا مکروہ؟

انی رایت فی الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، واکتبه بعینه۔

الحدیث السابع والعشرون: اخبرنی سیدی الوالد قال کان رجل من اصحابنا لایمز التنباك ولکنه کان قد اهیاء القذرة لاضیافه فرای النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی النوم او الیقظة لا ادری ای ذلك کان، مقبلا الیه ثم اعرض وخرج من ذلك المکان قال فشددت الیه و قلت یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیك وسلم) ما ذنبی فقال فی بیتك القذرة و نحن نکرهها۔

میں نے "الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین" میں دیکھا جس کو بعینہٖ لکھ رہا ہوں۔

ستائیسویں حدیث: میرے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایک مرد خود تو تمباکو نوشی نہیں کرتا تھا لیکن مہمانوں کے لئے اس نے حقہ تیار کر رکھا تھا معلوم نہیں خواب میں یا بیداری میں اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی دراں حالیکہ آپ اس کی طرف متوجہ تھے پھر آپ نے اس سے اعراض فرمایا، اس شخص نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تیزی سے اس مکان سے نکل گئے، میں تیزی سے آپ کی طرف گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا گناہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تیرے گھر میں گندگی (حقہ) ہے جو ہمیں ناپسند ہے۔

الحدیث الثامن والعشرون: اخبرنی سیدی الوالد کان رجلان من الصالحین احدهما عالم عابد والاٰخر عابد لیس بعالم فرایا النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی ساعة واحدة کانه اذن للعابد ان یدخل فی مجلسه ولم یاذن للعالم فسال العابد

اٹھائیسویں حدیث: میرے والد صاحب نے مجھے خبر دی کہ دو نیک مرد تھے جن میں سے ایک عالم و عابد اور دوسرا عابد تھا مگر عالم نہیں تھا اُن دونوں نے خواب میں بیک وقت نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عابد کو اپنی مجلس میں داخل ہونے کی اجازت عنایت فرمائی جبکہ عالم کو اجازت نہ بخشی، چنانچہ عابد نے

www.alahazratnetwork.org

بعض القوم عن ذٰلك فقال هو يمز التنباك والنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکرھہ فلما کان الغد دخل علی العالم فوجدہ یبکی لما رای اللیلۃ فاخبرہ عن السبب فتاب عن ساعتہ ثم رایا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اللیلۃ الاٰتیۃ علی صورۃ واحدۃ کانہ اذن للعالم وقربہ منہ[1]۔ والسلام ثم السلام۔

بعض لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا کہ وہ تمباکو نوشی کرتا ہے اور نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کو ناپسند فرماتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو وہ عابد عالم کے پاس گیا تو اسے رات والی خواب کی وجہ سے روتے ہوئے پایا، چنانچہ عابد نے عالم کو (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناراضگی کے) سبب کی خبر دی تو عالم نے اسی وقت تمباکو نوشی سے توبہ کرلی۔ پھر آئندہ رات کو ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہی صورت پر دیکھا گویا کہ آپ نے عالم کو اپنی مجلس میں داخلہ کی اجازت عطا فرمائی اور اسے اپنا قرب بخشا۔ والسلام ثم السلام۔

www.alahazratnetwork.org

الجواب

حق یہ ہے کہ معمولی حقہ جس طرح تمام دنیا کے عامۂ بلاد کے عوام وخواص یہاں تک کہ علمائے عظام حرمین محترمین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً میں رائج ہے شرعاً مباح وجائز ہے جس کی ممانعت پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں تو اسے ممنوع وناجائز کہنا یا احوال قلیان سے بے خبری پر مبنی،

کما عرض للکثیر من المتکلمین علیہ فی بدو ظھورہ قبل اختبارہ ووضوح امرہ فقیل مسکر وقیل مضرٌ و

جیسا کہ اس پر گفتگو کرنے والے بہت سے حضرات کو اس کے پرکھنے اور اس کی حقیقت واضح ہونے سے پہلے شبہ لاحق ہوا، چنانچہ کسی نے کہا یہ نشہ آور ہے، کسی نے کہا نقصان دہ

---

[1] الدر الثمین مع المسلسلات والنوادر میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۶۲

قیل مضر مطلقا کالسموم[1] و قیل و قیل۔

ہے کسی نے کہا زہریلی چیز کی طرح مضر ہے، اسی طرح کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ کہا۔ (ت)

یا[2] بعض احوال عارضۂ بعض فساق متناولین کی نظر پر مبنی،

کقول من قال انه مما یجتمع علیه الفساق کاجتماعهم علی المحرمات وقول اٰخر انه یصد عن ذکر الله وعن الصلٰوۃ۔

اس شخص کے قول کی طرح جس نے کہا کہ اس پر فاسق لوگ جمع ہوتے ہیں جیسے وہ محرمات پر جمع ہوتے ہیں، اور دوسری بات یہ کہی گئی کہ یہ اللہ تعالٰی کے ذکر اور نماز سے رکاوٹ بنتا ہے (ت)

یا[3] بعض عوارض مخصوصۂ بعض بلاد و بعض اوقات کے لحاظ سے ناشی جن کا حکم اُن کے غیر اعصار و امصار کو ہرگز شامل نہیں،

کمن احتج بالنهی السلطانی علی کلام فیه للعلامة النابلسی۔

جیسے وہ شخص جس نے نہی سلطانی کے ساتھ استدلال کیا حالانکہ علامہ نابلسی کا اس میں کلام ہے۔ (ت)

یا[4] محض مفتریات کاذبہ و مخترعات ذاہبہ پر متفرع،

کتهور من تفوه ان کل دخان حرام وجعله حدیثا عن سید الانام علیه افضل الصلٰوۃ و اکمل السلام و کجراۃ من قال اجمعوا علی

جیسے اس شخص کی جسارت جس نے کہا کہ ہر دُھواں حرام ہے اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث گھڑی اور جیسے اس شخص کی جرأت جس نے کہا اس کی حرمت پر اجماع ہے

---

[1] والا فلا دواء ولا غذاء بل ولا شئ فی عالم الخلق من هذا القبیل متمحضا للنفع خالصا عن الضرر حتی الشهد الذی نطق القرآن العزیز بان فیه شفاء للناس والبان البقر المنصوص فی الاحادیث انها شفاء ۱۲ منه۔

ورنہ تو کوئی دوا، غذا بلکہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو محض نافع ہو اور ضرر سے بالکل خالی ہو حتی کہ شہد جس کے متعلق قرآن ناطق ہے کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے اور گائے کا دودھ جس پر حدیث کی نص ہے کہ یہ شفاء ہے ۱۲ منہ (ت)

www.alahazratnetwork.org

حرمتہ والاجماع حجۃ۔ اور اجماع حجت ہے۔ (ت)

فقیر نے اس باب میں زیادہ بے باکی متقشفۂ افغانستان سے پائی کہ چند کتب فقہ پڑھ کر تقشف وتصلف کو حد سے بڑھاتے اور عامۂ امت مرحومہ کو ناحق فاسق وفاجر بتاتے ہیں اور جب اپنے دعوی باطل پر دلیل نہیں پاتے ناچار حدیثیں گھڑتے بناتے ہیں میں نے ان کی بعض تصانیف میں ایک حدیث دیکھی کہ:

من شرب الدخان فکانما شرب دم الانبیاء۔ جس نے حقہ پیا گویا پیغمبروں کا خون پیا۔

اور دوسری حدیث یوں تراشی:

من شرب الدخان فکانما زنی بامہ فی الکعبۃ۔ جس نے حقہ پیا گویا اس نے کعبہ معظمہ میں اپنی ماں سے زنا کیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون (بیشک ہم اللہ تعالی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ت)

جہل بھی کیا بدبلا ہے، خصوصاً مرکب کہ لادوا ہے۔ مسکین نے ایک مباح شرعی کے حرام کرنے کو دیدہ ودانستہ مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر بہتان اٹھایا اور حدیث متواتر من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار[1] کا اصلاً دھیان نہ لایا، رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

اللھم تب علینا وعلیہ ان کان حیا واغفر لنا ولہ ان کان میتا۔ اے اللہ! ہماری توبہ قبول فرما اور اس کی بھی اگر وہ زندہ ہے اور ہماری مغفرت فرما اور اس کی بھی مغفرت فرما اگر وہ مرچکا ہے۔ (ت)

یا قواعدِ شرع میں بیغوری اور نظر وفکر کی بیطوری سے پیدا،

کزعم من زعم انہ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ ومنہ زعم ان فیہ استعمال آلۃ العذاب یعنی النار وذلک حرام وھذا من البطلان جیسے اس شخص کا گمان جس نے کہا یہ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔ اور اسی سے یہ گمان کہ اس میں آلۂ عذاب یعنی آگ کا استعمال ہوتا ہے اور وہ حرام ہے۔ حالانکہ اس کا بطلان واضح ترین ہے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱

[2] صحیح مسلم باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم " " " ۱/ ۷

بابین مکان قالہ المحدث[1] الدھلوی فیما نسب الیہ باستعمال الماء المعذب بہ قوم نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام **قلت** وفی الترویح بالمراوح استعمال آلۃ عذاب عاد واما اصلاح العصری اللکھنوی[2] بزیادۃ قید علی ھیأۃ اھل العذاب **فاقول** لایجدی نفعا والا لم یجز الاغتسال بماء حار قال تعالٰی یصب من فوق رؤسھم الحمیم[1] وماذا یزعم الزاعم فی دخول الحمام، افیکون علی ھذا حرام، امنھیا عنہ لذاتہ بل من الکبائر اما مطلقا علی ما اختار ھذا الفاضل من کون تعاطی المکروہ تحریما من الکبائر او بعد الاعتیاد علی ما علیہ الاعتماد من کونہ فی نفسہ من الصغائر وذالک لان الحمام کما افاد العلامۃ المناوی فی التیسیر اشبہ شئی بجھنم النار من تحت والظلام من فوق

یہ ہی کہا محدث دہلوی (مولانا شاہ عبدالعزیز) علیہ الرحمہ نے جو ان کی طرف منسوب کہ اس میں اُس پانی کا استعمال ہے جس کے ساتھ نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم کو عذاب دیا گیا **قلت** (میں نے کہا) پنکھے کے ساتھ ہوا لینے میں اس آلہ کا استعمال ہے جس کے ساتھ قوم عاد کو عذاب دیا گیا۔ رہا معاصر لکھنوی (مولانا عبدالحی) کا اصلاح کے لئے یہ قید بڑھانا کہ وہ اہل عذاب کی ہیئت پر ہے **فاقول** (تو میں کہتا ہوں) کچھ مفید نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ گرم پانی کے ساتھ غسل کرنا جائز نہ ہو، اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ ان (جہنمیوں) کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ تو ایسا گمان کرنے والا حمام میں داخل ہونے سے متعلق کیا کہے گا، کیا یہ حرام، منہی عنہ لذاتہ بلکہ کبائر میں سے ہے یا تو مطلقاً جیسا کہ فاضل مذکور کا مختار ہے کہ مکروہ تحریمی کا ارتکاب کبائر میں سے ہے یا عادت بنالینے سے جیسا کہ معتمد ہے کہ فی نفسہ یہ صغائر سے ہے، یہ اس لئے کہ حمام امام مناوی کی تیسیر میں ذکر کردہ افادہ کے مطابق جہنم کے مشابہ ترین ہے، اس کے نیچے آگ اور اوپر دھواں ہے، اس میں بے چینی

---

[1] المراد بہ مولانا الشاہ عبدالعزیز المحدث الدھلوی۔
[2] المراد بہ المولوی عبدالحی اللکنوی۔

اس سے مراد مولانا الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہیں۔ (ت)
اس سے مراد مولوی عبدالحی لکھنوی ہیں۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۱۹

www.alahazratnetwork.org

وفیہ الغم والحبس والضیق ولذا لما دخلہ سیدنا سلیمٰن نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تذکر بہ النار وعذاب الجبار اخرج العقیلی والطبرانی وابن عدی والبیھقی فی شعب الایمان عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اول من دخل الحمامات وصنعت لہ النورۃ سلیمٰن ابن داؤد فلما دخلہ وجد حرہ وغمہ فقال اوّہ من عذاب اللہ اوّہ قبل ان لایکون اوّہ[1] **قلت** وبھذا یرد حدیث التشبہ باھل النار و حدیث الملابسۃ بالنار کما لایخفی علی اولی الابصار۔

حبس اور تنگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام حمام میں داخل ہوئے تو انھیں آگ اور عذاب جبار یاد آگیا۔ عقیلی، طبرانی، ابن عدی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا اس کو نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جو حمام میں داخل ہوئے اور اس کے لئے چونا تیار کیا وہ سیدنا سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہیں، جب وہ اس میں داخل ہوئے تو اس کی گرمی اور بے چینی کو پاکر فرمایا اللہ تعالٰی کے عذاب کا درد، یہ تو دردمند ہوتا ہے قبل اس کے دردمندی نہ ہو۔ **قلت** (میں کہتا ہوں کہ) اس کے ساتھ اہل نار سے مشابہت اور نار سے ملابست کی حدیث وارد ہے جیسا کہ ارباب بصیرت پر پوشیدہ نہیں۔(ت)

www.alahazratnetwork.org

ولہذا علمائے محققین واجلۂ معتمدین مذاہب اربعہ نے بعد تنقیح کار وامعان افکار اس کی اباحت کا حکم فرمایا وھو الحق الحقیق بالقبول (اور یہی حق ہے جو قبول کرنے کے لائق ہے۔ ت) علامہ سیدی احمد حموی غمز العیون والبصائر میں فرماتے ہیں:

یعلم منہ حل شرب الدخان[2] اس سے معلوم ہوا کہ حقہ پینا حلال ہے۔(ت)

اس قاعدہ سے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے حقہ پینے کی حلت معلوم ہوئی۔ علامہ عبدالغنی

---

[1] الضعفاء الکبیر ترجمہ ۹۵ اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن الداودی دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۸۴ و ۸۵
شعب الایمان حدیث ۷۷۷۸ " " " ۶/ ۱۶۰

[2] غمز عیون البصائر مع اشباہ والنظائر القاعدۃ الثالثۃ الفن الاول ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۹۸

بن علامہ اسمٰعیل نابلسی قدس سرہما القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

من البدع العادیة استعمال التتن و القهوة الشائع ذکرهما فی هذا الزمان بین الاسافل والاعیان والصواب انه لاوجه لحرمتهما ولا لکراهتهما فی الاستعمال[1] الخ۔

بدعات عادیہ سے ہے حقہ اور کافی کا پینا جن کا چرچا آج کل عوام وخواص میں شائع ہے اور حق یہ ہے کہ ان کی حرمت کی کوئی وجہ ہے نہ کراہت کی۔

علامہ محقق علاء الدین دمشقی درمختار میں عبارت اشباہ نقل کرکے فرماتے ہیں:

قلت فیفهم منه حکم التتن[2] شامی میں ہے: وهو الاباحة علی المختار[3] یعنی اس سے تمباکو کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور وہ اباحت ہے مذہب مختار میں۔

پھر فرمایا:

وقد کرهه شیخنا العمادی فی هدیته الحاقا له بالثوم والبصل بالاولی[4]

ہمارے استاد عبدالرحمٰن بن محمد عماد الدین دمشقی نے اپنی کتاب ہدیہ میں اسے لہسن وپیاز سے ملحق ٹھہرا کر مکروہ رکھا۔

www.alahazratnetwork.org

علامہ سیدی ابوالسعود پھر علامہ سیدی احمد طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں فرمایا:

لایخفی ان الکراهة تنزیهیة بدلیل الالحاق بالثوم والبصل والمکروه تنزیها یجامع الجواز[5]

پوشیدہ نہیں کہ یہ کراہت تنزیہی ہے جیسے لہسن اور پیاز کی، اور مکروہ تنزیہی جائز ہوتا ہے۔

علامہ حامد آفندی عمادی بن علی آفندی مفتی دمشق الشام فتاوٰی مغنی المستفتی عن سوال المفتی میں علامہ محی الدین احمد بن محی الدین حیدر کردی جزری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے نقل فرماتے ہیں:

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الدلیل علی قبح البدع والنہی عنہا المکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۱۴۳-۱۴۴

[2] الدر المختار کتاب الاشربہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۶۱

[3] رد المحتار " دار الاحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۹۶

[4] الدر المختار " مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۶۱

[5] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الاشربہ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۲۲۷

فی الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمین فان اکثرھم مبتلون بتناوله مع ان تحلیله الیسر من تحریمه وما خیر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم بین امرین الا اختار الیسرھما و اما کونه بدعة فلاضرر فانه بدعة فی التناول لا فی الدین فاثبات حرمته امر عسیر لایکاد یوجد له نصیر[1]

حلتِ قلیان پر فتوٰی دینے میں مسلمانوں سے دفع حرج ہے کہ اکثر اہلِ اسلام اس کے پینے میں مبتلا ہیں معہذا اس کی تحلیل تحریم سے آسان تر ہے اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دو کاموں میں اختیار دیئے جاتے جو ان میں زیادہ آسان ہوتا اُسے اختیار فرماتے، رہا اُس کا بدعت ہونا کچھ باعثِ ضرر نہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ کہ امورِ دین میں، تو اس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہے جس کا کوئی معین و یاور ملتا نظر نہیں آتا۔

علامہ خاتمۃ المحققین سیدی امین الملۃ والدین محمد بن عابدین شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں:

للعلامة الشیخ علی الاجھوری المالکی رسالة فی حله نقل فیھا انه افتی بحله من یعتمد علیه من ائمة المذاھب الاربعة[2]

علامہ شیخ علی اجھوری مالکی رحمہ اللہ تعالٰی نے حقہ کی حلت میں ایک رسالہ لکھا جس میں نقل فرمایا کہ چاروں مذہب کے ائمہ معتمدین نے اس کی حلت پر فتوٰی دیا۔

www.alahazratnetwork.org

پھر فرماتے ہیں:

قلت والف فی حله ایضا سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسالة سماھا الصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان و تعرض له فی کثیر من تالیفه الحسان واقامة الطامة الکبرٰی

حلتِ قلیان میں ہمارے سردار عارف باللہ حضرت عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالٰی نے بھی ایک رسالہ تالیف فرمایا جس کا "الصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان" نام رکھا اور اپنی بہت تالیفاتِ نفیسہ میں اس سے تعرض کیا اور حقہ کی حرمت یا کراہت ماننے والے پر

---

[1] العقود الدریۃ بحوالہ محی الدین الکردی الجزری، فی الرد علی من افتی بحرمۃ شرب الدخان، ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/ ۶۶

[2] ردالمحتار کتاب الاشربہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۹۵

على القائل بالحرمة او بالكراهة فانهما حكمان شرعيان لابد لهما من دليل ولا دليل على ذلك فانه لم يثبت اسكاره ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعدة الاصل فى الاشياء الاباحة وان فرض اضراره للبعض لايلزم منه تحريمه على كل احد فان العسل يضر باصحاب الصفراء الغالبة وربما امرضهم مع انه شفاء بالنص القطعى وليس الاحتياط فى الافتراء على الله تعالى باثبات الحرمة او الكراهة اللذين لا بد لهما من دليل بل فى القول بالاباحة التى هى الاصل وقد توقف النبى صلى الله تعالى عليه وسلم مع انه هو المشرع فى تحريم الخمر ام الخبائث حتى نزل عليه النص القطعى فالذى ينبغى للانسان اذا سئل عنه سواء كان ممن يتعاطاه اولا كهذا العبد الضعيف وجميع من فى بيته ان يقول هو مباح لكن رائحته تستكرهها الطباع فهو مكروه طبعا لا شرعا الى اٰخر ما اطال به رحمه الله تعالى[1]

قیامتِ کبریٰ قائم فرمائی کہ وہ دونوں حکم شرعی ہیں جن کے لئے دلیل درکار۔ اور یہاں دلیل معدوم کہ نہ اُس کا نشہ لانا ثابت ہوا نہ عقل میں فتور ڈالنا نہ مضرت کرنا بلکہ اس کے منافع ثابت ہوئے ہیں تو وہ اس قاعدہ کے نیچے داخل کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور اگر فرض کیجئے کہ بعض کو ضرر کرے تو اس سے سب پر حرمت ثابت نہیں ہوتی، جن مزاجوں پر صفرا غالب ہوتا ہے شہد انھیں نقصان کرتا ہے بلکہ بارہا بیمار کردیتا ہے باآنکہ وہ بنصِ قرآنی شفا ہے، اور یہ احتیاط کی بات نہیں کہ حرمت یا کراہت ٹھہرا کر خدا پر افترا کردیجئے کہ ان کے لئے دلیل کی حاجت بلکہ احتیاط مباح ماننے میں ہے کہ وہی اصل ہے، خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بنفسِ نفیس صاحبِ شرع ہیں شراب جیسی ام الخبائث کی تحریم میں توقف فرمایا جب تک کہ نص قطعی نہ اُترا تو آدمی کو چاہئے جب اس سے حقہ کے بارے میں سوال کیا جائے تو اسے مباح ہی بتائے خواہ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو جیسے میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں (کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا مگر فتویٰ اباحت ہی پر دیتا ہوں) ہاں اُس کی بُو طبیعت کو ناپسند ہے تو وہ مکروہ طبعی ہے نہ کہ شرعی، اور ہنوز علامہ مذکور کا کلام طویل اس کی تحقیق میں باقی ہے۔

---

[1] رد المحتار کتاب الاشربہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۹۶

www.alahazratnetwork.org

بالجملہ عند التحقیق اس مسئلہ میں سوا حکم اباحت کے کوئی راہ نہیں ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ عجماً وعرباً وشرقاً وغرباً عام مومنین بلاد وبقاع تمام دُنیا کو اس سے ابتلا ہے تو عدم جواز کا حکم دینا عامۂ اُمّتِ مرحومہ کو معاذ اللہ فاسق بنانا ہے جسے ملّتِ حنفیہ سمحہ سہلہ غرّا بیضا ہرگز گوارا نہیں فرماتی، اسی طرف علامہ جزری نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے:

فی الافتاء بحلہ دفع الحرج عن المسلمین[1]

اس کے حلال ہونے کا فتوٰی دینے میں مسلمانوں سے دفع حرج ہے (ت)

اور اسے علامہ حامد عمادی پھر منقح علامہ محمد شامی آفندی نے برقرار رکھا:

اقول ولسنا نعنی بھذا ان عامۃ المسلمین اذا ابتلوا بحرام حل بل الامر ان عموم البلوٰی من موجبات التخفیف شرعا وما ضاق امر الا اتسع فاذا وقع ذٰلک فی مسئلۃ مختلف فیھا ترجح جانب الیسر صونا للمسلمین عن العسر ولا یخفی علی خادم الفقہ ان ھذا کما ھو جار فی باب الطھارۃ والنجاسۃ کذٰلک فی باب الاباحۃ والحرمۃ ولذا تراہ من مسوغات الافتاء بقول غیر الامام الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کما فی مسئلۃ المخابرۃ وغیرھا مع تنصیصھم بانہ لا یعدل عن قولہ الی قول غیرہ الا لضرورۃ بل ھو

اقول (میں کہتا ہوں کہ) ہماری اس سے مراد یہ نہیں کہ عام مسلمان اگر کسی حرام میں مبتلا ہوجائیں تو وہ حلال ہوجاتا ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ عموماً بلوٰی شرعی طور پر اسباب تخفیف میں سے ہے کوئی تنگی نہیں جس میں وسعت نہ پیدا ہو، جب یہ معاملہ ایک اختلافی مسئلہ میں واقع ہوا تو مسلمانوں کو تنگی سے بچانے کے لئے آسانی کی جانب کو ترجیح ہوگی۔ خادم فقہ پر پوشیدہ نہیں کہ جیسے یہ ضابطہ طہارت ونجاست میں جاری ہے ایسے ہی حرمت واباحت میں بھی جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تو اس ضابطہ کو امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے غیر کے قول پر فتوٰی دینے کے مجوزات میں دیکھتا ہے جیسا کہ مسئلہ مخابرہ وغیرہ میں حالانکہ ائمہ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ بلاضرورۃ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قول سے عدول نہیں کیا جائیگا بلکہ یہ ضابطہ

---

[1] العقود الدریۃ فی الرد علی من افتی بحرمۃ شرب الدخان ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/۳۶۶

من مجوزات المیل الی روایۃ النوادر علی خلاف ظاھر الروایۃ کما نصوا علیہ مع تصریحھم بان ما یخرج عن ظاھر الروایۃ فھو قول مرجوع عنہ وما رجع عنہ المجتھد لم یبق قولا لہ[1] وقد تشبث العلماء بھذا فی کثیر من مسائل الحلال والحرام ففی الطریقۃ و شرحھا الحدیقۃ فی زماننا ھذا لایمکن الاخذ بالقول الاحوط فی الفتوی الذی افتی بہ الائمۃ وھو ما اختارہ الفقیہ ابواللیث انہ ان کان فی غالب الظن ان اکثر مال الرجل حلال جاز قبول ھدیتہ ومعاملتہ والا لا[2] اھ ملخصا، وفی ردالمحتار من مسئلۃ بیع الثمار لایخفی تحقق الضرورۃ فی زماننا، ولاسیما فی مثل دمشق الشام، و فی نزعھم عن عادتھم حرج، وما ضاق الامر الا اتسع ولا یخفی ان ھذا مسوغ للعدول عن ظاھر الروایۃ[3] اھ ملخصا، و فی مسئلۃ العلم فی الثوب

ظاہر الروایہ کے خلاف روایت نوادر کی طرف میلان کے لئے بھی مجوز ہے جیسا کہ علماء نے نص فرمائی باوجودیکہ وہ تصریح فرما چکے ہیں کہ جو قول ظاہر الروایۃ سے خارج ہے وہ مرجوع عنہ ہے اور جس قول سے مجتہد رجوع کرلے وہ اسکا قول نہیں رہتا۔ علماء نے بہت سے مسائل حلال و حرام میں اس سے استدلال کیا ہے۔ طریقہ اور اس کی شرح حدیقہ میں ہے کہ ہمارے زمانے میں قول احوط کو لینا جس پر ائمہ کرام نے فتوی دیا ہے ممکن نہیں۔ اسی کو فقیہ ابواللیث نے اختیار فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے اکثر مال کے حلال ہونے کا گمان غالب ہو تو اس کا ہدیہ قبول کرنا اور اس کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے ورنہ نہیں اھ اختصار، اور ردالمحتار میں پھلوں کی بیع کے مسئلہ میں ہے ہمارے زمانے میں اس کی ضرورت کا متحقق ہونا پوشیدہ نہیں خصوصاً شام کے شہر دمشق میں، اور ان کو عادت سے ہٹانے میں حرج ہے، اور کوئی تنگ معاملہ نہیں جس میں وسعت نہ آئے، مخفی نہیں کہ یہ بات ظاہر الروایہ سے عدول کی مجوز ہے اھ تلخیص۔ اور کپڑے پر نقش و نگار کے مسئلہ میں ہے

---

[1] بحرالرائق کتاب القضاء فصل یجوز تقلید من شاء من المجتہدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۲۷۰

[2] الحدیقۃ الندیۃ الباب الثالث الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۷۲۰

[3] ردالمحتار کتاب البیوع فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۹

www.alahazratnetwork.org

هوارفق باهل هذاالزمان لئلا یقعوا فی الفسق والعصیان[1] اھ وفیہ من کتاب الحدود ومقتضی ھذا کلہ ان من زفت الیہ زوجتہ لیلۃ عرسہ ولم یکن یعرفھا لایحل لہ وطؤھا مالم تقل واحدۃ اواکثر انھا زوجتک وفیہ حرج عظیم لانہ یلزم منہ تاثیم الامۃ[2] اھ ملخصا الی غیر ذلک من مسائل یکثر عدھا ویطول سردھا فاندفع ماعسی ان یوھم من قول الفاضل اللکنوی ان عموم البلوی انما یؤثر فی باب الطھارۃ والنجاسۃ لافی باب الحرمۃ والاباحۃ صرح بہ الجماعۃ[3] اھ۔

کہ اس میں اہل زمانہ کے لئے نرمی ہے تاکہ وہ فسق اور گناہ میں مبتلا نہ ہوں اھ، اور اسی کے کتاب الحدود میں ہے اور اس تمام کا مقتضٰی یہ ہے کہ اگر شبِ زفاف شوہر کے پاس اس کی بیوی بھیجی جائے تو اس وقت تک اس کے لئے وطی حلال نہیں جب تک وہ عورت ایک یا کئی بار اس کو کہہ نہ دے کہ وہ اس کی بیوی ہے حالانکہ اس میں حرجِ عظیم ہے کیونکہ اس سے امت کو گنہگار بنانا لازم آتا ہے اھ ملخص۔ اس کے علاوہ کئی مسائل جن کی تعداد کثیر اور ان کو بیان کرنے میں طوالت ہے۔ اس سے فاضل لکھنوی کے قول سے پیدا ہونے والا یہ وہم دُور ہوگیا کہ عموم بلوٰی صرف طہارت و نجاست میں مؤثر ہے نہ کہ حرمت و اباحت میں۔ جماعتِ علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے اھ۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

ہاں بنظرِ بعض وجوہ اُسے تنزیہی کہہ سکتے ہیں جیسا کہ محقق علائی و علامہ ابوالسعود و علامہ طحطاوی و علامہ شامی نے الحاقا بالثوم والبصل افادہ فرمایا۔

علٰی مراء فیہ لبعض الفضلاء مع کلام فی ذلک المراء۔

اس میں بعض فضلاء کو شک ہے باوجودیکہ اس شک میں کلام ہے (ت)

علامہ شامی فرماتے ہیں،

الحاقہ بماذکر ھو الانصاف[4]

اس کا مذکور کے ساتھ الحاق کرنا ہی انصاف ہے۔ (ت)

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۵

[2] " کتاب الحدود باب الوطء الذی یوجب الحد الخ " " " " ۳/ ۱۱۵

[3] تزویج الجنان بتشریح حکم الدخان للکھنوی

[4] ردالمحتار کتاب الاشربہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۹۶

اقول (میں کہتا ہوں) یہیں سے ظاہر کہ اس وجہ کو موجب کراہت تحریم جاننا،

کما جزم بہ الفاضل اللکنوی فی فتاواہ وتردد فیہ فی رسالۃ واضطرب فیہ کلام المحدث الدھلوی (ھو مولانا الشاہ عبد العزیز المحدث الدھلوی) فیما نسب الیہ فاوھم اولاً انہ یوجب کراھۃ التحریم وعاد اٰخراً فقال التنزیہ۔

جیسا کہ فاضل لکھنوی نے اپنے فتاوٰی میں اس پر جزم فرمایا، اور ایک رسالہ میں تردد فرمایا۔ اور اس مسئلہ میں (حضرت مولانا شاہ عبد العزیز) محدث دہلوی کی طرف منسوب کلام مضطرب ہے، پہلے انھوں نے وہم کیا کہ یہ مکروہِ تحریمی ہے پھر رجوع کرکے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی ہے۔ (ت)

سراسر خلافِ تحقیق ہے **ثم اقول** (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) پھر کراہت تنزیہ کا حاصل صرف اس قدر کہ ترک اولٰی ہے نہ کہ فعل ناجائز ہو۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ یہ کراہت جامع جواز و اباحت ہے جائز ک میں اسکا وہ رتبہ ہے جو جہتِ فعل میں مستحب کا کہ مستحب کیجئے تو بہتر نہ کیجئے تو گناہ نہیں، مکروہِ تنزیہی نہ کیجئے تو بہتر کیجئے تو گناہ نہیں، پس مکروہِ تنزیہی کو داخل دائرہ اباحت مان کر گناہِ صغیرہ اور اعتیاد کو کبیرہ قرار دینا کما صدر عن الفاضل اللکنوی تبعہ السید المشھدی ثم الکردی (جیسا کہ فاضل لکھنوی سے صادر ہوا پھر اس کی اتباع سید مشہدی پھر کردی نے کی۔ ت) سخت لغزش و خطائے فاسد ہے یارب مگر وہ گناہ کون سا جو شرعاً مباح ہو اور وہ مباح کیسا جو شرعاً گناہ ہو۔ فقیر غفر لہ المولی القدیر نے اس خطائے شدید کے رد میں ایک مستقل تحریر مسمّٰی بہ جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیہ تحریر کی وباللہ التوفیق، **ثم اقول** (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) یوہیں مانحن فیہ میں تین وجہ سے کراہت تنزیہ ٹھہرا کر کراہت تحریم کی طرف مرتقی کردینا کما وقع فیما نسب الی المحدث الدھلوی (جیسا کہ محدث دہلوی کی طرف منسوب تحریر میں واقع ہوا۔ ت) محض نامقبول، قطع نظر اس سے کہ ان وجوہ سے اکثر محلِ نظرِ شرع سے اصلاً اس پر دلیل نہیں کہ جو چیز تین وجہ سے مکروہ تنزیہی ہو مکروہ تحریمی ہے ومن ادعٰی فعلیہ البیان (جو دعوٰی کرے بیانِ دلیل اُسی پر واجب ہے۔ ت) خود محدث دہلوی کے تلمیذ رشید مولانا رشید الدین خاں دہلوی مرحوم اپنے رسالہ عربیہ میں صاف لکھتے ہیں کہ علمائے محققین حقہ میں کراہت تنزیہی مانتے ہیں حیث قال (جہاں فرمایا۔ ت):

اما المحققون القائلون بکراھتہ تنزیہا فھم ایضا تشبثوا بالروایات الفقھیۃ مثل ما قال صاحب الدر المختار[1] الخ۔

جو محققین کراہت تنزیہی کے قائل ہیں انھوں نے بھی فقہی روایات سے استدلال کیا ہے جیسا کہ صاحب درمختار نے کہا الخ

---

[1]

اور اسی میں تصریح ہے کہ حالت مشائخنا الیہا[1] اسی کراہت تنزیہہ کی طرف ہمارے اساتذہ نے میل کیا۔ اس رسالہ پر شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب کی تقریظیں ہیں شاہ صاحب نے اسے:

تحریر انیق وتقریر رشیق وصحیح المبانی مستحکم المعانی وموافق روایات و مطابق درایات[1]

عمدہ تحریر، خوبصورت تقریر، صحیح عبارت والی، مستحکم معانی والی، روایات کے موافق اور درایات کے مطابق (ت)

بتایا، اور شاہ رفیع الدین صاحب نے:

استحسنت غایۃ الاحسان مانثر بانیہ من جواھر لآلیۃ فی مبانیہ و معانیہ[2]

انتہائی مستحسن ہیں موتیوں کے جواہر جو اس کے بانی نے اس کی عبارات اور معانی میں بکھیرے ہیں (ت)

فرمایا، تو ظاہراً دوسری تحریر کی نسبت غلط ہے یا اُس میں تحریفیں واقع ہوئیں اور اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ اس تحریر کے اکثر جوابات مخدوش و مضمحل اور خلافِ تحقیق باتوں پر مشتمل ہیں اور نسبت بہمہ جہت صحیح ہی مانیے تو رسالہ تلمیذ کی مدح و تقریظ مناقض و معارض ہوگی وہ تحریر بایں اعتبار سے یوں بھی گرگئی۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجیے تو مقصود اتباعِ حق ہے نہ تقلید اہلِ عصر و اتباعِ زید و عمرو، واللہ الہادی و ولی الایادی۔

الحاصل معمولی حُقّہ کے حق میں تحقیقِ حق و حقِ تحقیق یہی ہے کہ وُہ جائز و مباح اور غایت درجہ صرف مکروہ تنزیہی ہے یعنی جو نہیں پیتے اچھا کرتے ہیں اور جو پیتے ہیں بُرا نہیں کرتے۔

فان الاساءۃ فوق کراھۃ التنزیہ کما حققہ العلامۃ الشامی[3]

کیونکہ اساءۃ مکروہ تنزیہی سے اوپر ہے جیسا کہ علامہ شامی نے اس کی تحقیق فرمائی (ت)

البتہ وُہ حُقّہ جو بعض جُہّال بعض بلادِ ہند ماہ مبارک رمضان شریف میں وقتِ افطار پیتے اور دم لگاتے اور حواس و دماغ میں فتور لاتے اور دیدہ و دل کی عجیب حالت بناتے ہیں بیشک ممنوع و ناجائز و گناہ ہے اور وہ بھی معاذ اللہ ماہِ مبارک میں۔ اللہ عزوجل ہدایت بخشے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر مفتر چیز سے نہی فرمائی اور اس حالت کے حالت تفتیر ہونے میں کچھ کلام نہیں۔

---

[1]

[2]

[3]

[4] ردالمحتار دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۱۸، ۳۸۱

احمد و ابو داؤد بسند صحیح عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر[1]

امام احمد اور ابوداؤد سے بسندِ صحیح حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر نشہ آور چیز اور مست کر دینے والی شے سے منع فرمایا (ت)

اور ایک صورت ممانعت کی اوقات خاصہ کے لئے اور پیدا ہوگی رائحہ کریہہ کے ساتھ مسجد میں جانا جائز نہیں

لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرۃ الخبیثۃ فلا یقربن مصلانا فان الملٰئکۃ تتأذی مما یتأذی منہ بنو اٰدم[2]

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق کہ جو اس درخت خبیثہ (یعنی تھوم) کو کھائے وہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے کہ جس بات سے آدمیوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے فرشتے بھی اذیت پاتے ہیں۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

تو اگر حقہ سے منہ کی بُو متغیر ہو بے کلی کئے منہ صاف کئے مسجد میں جانے کی اجازت نہیں، اسی قدر سے خود حقہ پر حکم ممانعت نہیں جیسے کچا لہسن پیاز کھانا کہ بلاشبہہ حلال ہے اور اُسے کھا کر جب تک بُو زائل نہ ہو مسجد میں جانا ممنوع مگر جو حقہ ایسا کثیف و بے اہتمام ہو کہ معاذ اللہ تغیر باقی پیدا کرے کہ وقت جماعت تک کلی سے بھی بکلی زائل نہ ہو تو قرب جماعت میں اس کا پینا شرعاً ناجائز کہ اب وہ ترکِ جماعت و ترکِ سجدہ یا بدبو کے ساتھ دخولِ مسجد کا موجب ہوگا اور یہ دونوں ممنوع و ناجائز ہیں اور ہر مباح فی نفسہ کہ امر ممنوع کی طرف مؤدی ہو ممنوع و ناروا ہے،

وقد حققنا المسألۃ مع نظائرھا فی کتاب الوقف من فتاوٰنا بما یتعین الرجوع الیہ ولا یجوز التغافل عنہ

اس مسئلہ کی تحقیق اس کے نظائر سمیت کتاب الوقف میں ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس طور پر کردی ہے کہ اس کی طرف رجوع متعین ہے اور اس سے غفلت ناجائز ہے۔ (ت)

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الاشربہ باب ما جاء فی السکر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۶۳
مسند احمد بن حنبل عن ام سلمہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۰۹

[2] المعجم الصغیر باب الالف من اسمہ احمد دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۲

یہیں سے تمباکو کھانے کا حکم واضح ہوگیا وہ فی نفسہٖ نباتات مباحہ سے ہے جس کی ممانعت اکل پر شرع مطہر ہرگز دال نہیں تو اُسے بعد وضوح حال حرام یا مکروہ تحریمی کہنا شرع پر جرأت و تہمت ہے ہاں غایت وہی تنزیہی کراہت ہے **اقول** بلکہ حُقّہ سے اشد کہ دُھواں منہ میں قائم نہیں رہتا تمباکوئے کشیدنی اگر کثیف نہو اور حقہ جلد جلد تازہ کیا جائے ہر بار پانی بدلا جائے تو اس سے تغیر رائحہ ہوتا ہی نہیں خصوصاً جبکہ تمباکو خوشبودار ہو اور حالت متوسط پر بھی اس سے جو تغیر ہوتا ہے بہت سریع الزوال ہوتا ہے کلیوں سے فوراً جاتا رہتا ہے اور بے کلی بھی تھوڑی دیر میں ہوائیں اسے لیجاتی ہیں بخلاف تمباکوئے خوردنی کہ اس کا جرم منہ میں دبا رہتا ہے اور مکرر استعمال سے تمام دہن اس کی کیفیت کریہہ سے متکیف ہوتا اور اس کی بُو میں بس جاتا ہے تو اس کی کراہت تنزیہی حُقّہ سے زائد ہے اور اس میں ایک دقیقہ اور ہے تمباکو کھانے کا زیادہ رواج عورتوں میں ہے، اور شوہر اگر اس کا غیر عادی اور اس کی بُو سے متاذی ہو تو عورت کے لئے اس کا استعمال حدِ ممانعت تک پہنچے گا

لما فیہ من مناقضۃ ما قصد الشرع من الایتلاف والتحبب الی الازواج۔

کیونکہ اس میں میاں بیوی کے درمیان اس باہمی انس و محبت کی ممانعت ہے جو شرعاً مقصود و مطلوب ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

بلکہ عورت عادیہ نہ ہو اور اُس کی بُو سے ایذا پائے تو شوہر کے لئے بھی اُس کی کراہت اشد ہوجائیگی کہ عورت کے حق میں شوہر کو ایذا دینا یا اُسے اپنے بعض بدن مثل زبان و دہن سے تمتع دشوار کردینا اگرچہ سخت ناپسند شرع ہے مگر مرد کو بھی حکم عاشروھن بالمعروف[1] (ان سے اچھا برتاؤ کرو۔ ت) کی ہدایت، اور اُن کی ایذا سے ممانعت، اور اُن کی دلداری و دلجوئی کی طرف دعوت ہے۔ اور اکثر کثافت و بے احتیاطی اس حد کو پہنچی کہ رائحہ کریہہ لازم دہن ہوجائے، کُلی وغیرہ سے نہ جائے، برابر والے کو ایذا پہنچائے، تو ایسے تمباکو کا استعمال بیشک ناجائز و ممنوع ہے کہ اب وہ خواہی نخواہی ترکِ جماعت و مسجد کا موجب ہوگا اور یہ حرام ہے معہذا ایسے تغیر کے ساتھ خود نماز پڑھنا، تلاوتِ قرآن کرنا سوئے ادب و گستاخی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی ھذا ھو حق التحقیق، واللہ سبحٰنہ ولی التوفیق۔

اما ما ذکر السائل من حدیثی الدر الثمین **فاقول** لا متمسك فیھما

سائل نے درثمین کے حوالے سے جو دو حدیثیں ذکر کی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ان میں ممانعت کے

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۹

للقائل بالمنع معلوم ضرورۃ من الدین ان نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکذلک سائر اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والملٰئکۃ المقربین صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہم اجمعین کلھم طیبون نظیفون یحبون الطیب ویکرھون الروائح الکریھۃ ثم لم یورث ھذا فی الثوم والبصل واخواتھما من المباحات حرمۃ ولا منعا مع ما نطقت بہ الاحادیث الجلیلۃ الصحیحۃ مسموعات الصحابۃ الکرام فی الیقظۃ مرویات الائمۃ الاعلام علی جادۃ الحجیۃ فی الشریعۃ من قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اکل الثوم والبصل والکراث فلا یقربن مسجدنا[1] وغیر ذلک من الاحادیث فکیف بحکایۃ منام یحکیھا بعض المتاخرین عن بعض من لم یسم وھذا سیدنا جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنھما راویا ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال من اکل ثوما او بصلا فلیعتزلنا او قال فلیعتزل مسجدنا و لیقعد فی بیتہ وان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُتی بقدر فیہ خضرات من بقول

قائل کے لئے کوئی دلیل معلوم نہیں ہوتی یہ بات ضروریاتِ دین سے معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، یونہی دیگر انبیاء ومرسلین اور ملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام کے تمام صاف ستھرے ہیں، خوشبو کو پسند اور بدبو کو ناپسند کرتے ہیں۔ پھر محض بدبو کا پایا جانا تو تھوم اور پیاز وغیرہ مباح اشیاء میں بھی حرمت و ممانعت کو ثابت نہیں کرتا باوجودیکہ اس پر وہ عظیم الشان احادیث صحیحہ وارد ہیں جو صحابہ کرام نے بیداری کی حالت میں سنی ہیں اور ائمہ اعلام سے اس طریقے پر مروی ہیں جو شریعت میں حجت ہے، جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ جس نے تھوم، پیاز اور گندنا کھایا وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، اس کے علاوہ دیگر احادیث مبارکہ۔ تو پھر نیند کی حالت کی حکایت سے کیسے حرمت ثابت ہوسکتی ہے جس کو بعض متاخرین نے بعض نامعلوم حضرات سے حکایت کیا۔ سیدنا حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے تھوم یا پیاز کھایا وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہنڈیا

---

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما او بصلا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۹

فوجد لها ریحا فقال قربوها الی بعض اصحابه وقال کل فانی اناجی من لا تناجی رواہ الشیخان[1] وھذا سیدنا ابو ایوب الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ قائلا کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا اتی بطعام اکل منہ وبعث بفضلہ الی وانہ بعث الی یوما بفضلۃ لم یأکل منھا لان فیھا ثوما فسألتہ حرام ھو قال لا ولکنی اکرھہ من اجل ریحہ قال فانی اکرہ ما کرھت رواہ مسلم[2] فھذا شئ اٰخر غیر المنع الشرعی وانما الکلام فیہ، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

پیش کی گئی جس میں مختلف قسم کی سبزیاں تھیں آپ نے ان کی بُو کو ناگوار پایا تو بعض اصحاب کے قریب کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اسکو کھاؤ کیونکہ میں اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔ اس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا۔ سیدنا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا لایا جاتا تو آپ اس میں سے تناول فرماتے اور جو بچ جاتا وہ میری طرف بھیج دیتے، ایک دن آپ نے میرے پاس سبزی بھیجی جس میں سے خود کچھ نہ کھایا کیونکہ اس میں تھوم تھا، میں نے آپ سے پوچھا کیا یہ حرام ہے، تو آپ نے فرمایا کہ حرام نہیں لیکن میں اس کو ناگوار بُو کی وجہ سے پسند نہیں کرتا۔ تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا جس کو آپ پسند نہیں کرتے میں بھی اس کو پسند نہیں کرتا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ تو یہ ایک دوسری چیز ہے جو ممانعت شرعی کے علاوہ ہے حالانکہ کلام تو ممانعتِ شرعیہ میں ہے۔ اللہ تعالٰی پاک ہے اور سب سے بڑا

---

[1] صحیح البخاری کتاب الاذان باب ما جاء فی الثوم النی والبصل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۸

صحیح مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما وبصلا الخ " " " ۱/۲۰۹

[2] صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اباحۃ اکل الثوم الخ " " " ۲/۱۸۳

www.alahazratnetwork.org

عالم ہے اور اس شرف و بزرگی والے کا علم زیادہ تام اور زیادہ پختہ ہے۔ (ت)

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفٰی احمد رضا خاں

رسالہ

حقۃ المرجان لمھم حکم الدخان

ختم ہوا

مسئلہ ۲۰ از کلکتہ دھرم تلا ۱ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۵ جمادی الآخر ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں کلکتہ میں نمکین بسکٹوں میں منشی تاڑی بغرض خمیر ملائی جاتی ہے شیرین میں نہیں مگر میدہ گوندھنے کے ظرف دونوں کے ایک ہی ہیں اور وہ تختہ جس پر بسکٹ بنائے جاتے ہیں وہ بھی ایک ہی ہوتا ہے نمکین بسکٹ کے سیر بھر آٹے میں پاو بھر تاڑی ملائی جاتی ہے نمکین کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور شیرین کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

جو بہتی چیز نشہ رکھتی ہو مذہب صحیح میں اس کا قطرہ قطرہ نہ صرف حرام بلکہ نجس بھی ہے ھذا ھو قول محمد وھو الصحیح وعلیہ الفتوٰی (یہی امام محمد علیہ الرحمہ کا قول ہے، یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوٰی ہے۔ ت) پس صورتِ مستفسرہ میں نمکین بسکٹ مطلقاً حرام و نجس ہیں اور شیرین میں تین صورتیں، اگر ثابت ہو کہ ان کے میدہ یا خمیر میں بھی اس نجاست کے اجزاء ضرور مخلوط ہوتے ہیں تو یہ بھی حرام و ناپاک، اور اگر تحقیق ہو کہ یہ محفوظ رہتے ہیں مثلاً انھیں التزام ہے کہ جب نمکین کے بعد شیرین بناتے ہیں تو دست و ظروف کو بقدر کافی دھو ڈالتے ہیں اس کے بعد شیرین کا میدہ گوندھتے بناتے ہیں اگرچہ اس دھونے سے ان کی نیت تطہیر کی نہ ہو بلکہ صرف اس خیال سے کہ ان میں نمکینی نہ آجائے یا اور کسی وجہ سے یہ دھونا ایسا واقع ہوتا ہے کہ نجاست کے اجزاء دست و ظروف سے زائل ہو جاتے ہیں تو شیرین مطلقاً حلال و طیب، اور اگر مشکوک و محتمل ہو مثلاً ایک دن میں جس قدر یکے بعد دیگرے بنتے ہیں ان میں تو